DIRECTORATE OF ELECTRONIC MEDIA AND PUBLICATIONS

پاک جمہوریت

فروری ۲۰۲۵

وزارتِ اطلاعات و نشریات کا جریدہ

جلد: 65 شمارہ: 02

5th FEBRUARY
KASHMIR
SOLIDARITY DAY

فروری ۲۰۲۵ء

پاک جمہوریت

وزارتِ اطلاعات ونشریات کا جریدہ
جلد:65 شمارہ:02

اداریہ		۵
۱۔ نیا سال اور پاکستان سے امید	امتیاز احمد تارڑ	۶
۲۔ یوم کشمیر	امتیاز احمد تارڑ	۱۱
۳۔ چیمپئنز ٹرافی اور پاکستان میں بین الاقوامی کرکٹ کی بحالی	اکرام بخاری	۱۶
۴۔ وزیراعظم کا دورہ آذربائیجان اور معاشی استحکام	ناصر نقوی	۲۳
۵۔ تعلیمی نظام میں اصلاحات کی ضرورت	حمیرا صادق قریشی	۳۰

نگرانِ اعلیٰ: عمرانہ وزیر
نگران: ثمینہ فرزین
مینجنگ ایڈیٹر: شبیہہ عباس
ایڈیٹر: مائرہ جاوید

ڈائریکٹوریٹ آف الیکٹرانک میڈیا اینڈ پبلی کیشنز،
291۔اے، ایم اے جوہر ٹاؤن لاہور
انتظامیہ: 042-99333909
مدیر: 042-99333912
email:editor@pakjamhuriat.org

انتباہ

ادارے اور میگزین ''پاک جمہوریت'' کا مقصد عوام الناس کو آگاہ کرنا اور بہترین مواد مہیّا کرنا ہے۔ البتہ شمارے میں شامل تمام مضامین مصنفین کی ذاتی آراء پر مشتمل ہیں۔ لہٰذا ادارے یا ادارے کے کسی فرد پر ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔

اداریہ

2025 خوشیوں اور خوشحالی کی امید سے شروع ہوا اور یہ سال بھی چیلنجز اور مثبت پیش رفت کا امتزاج ثابت ہو رہا ہے۔ ایک طرف ہماری معیشت بہتری کی جانب گامزن ہے، مہنگائی میں کمی آ رہی ہے، اور دوسری طرف دہشت گردی کے واقعات وقوع پذیر ہو رہے ہیں۔ ہمارے قانون نافذ کرنے والے ادارے ملک کے اندرونی و بیرونی خطرات سے نبرد آزما ہیں۔

غزہ میں جنگ ایک بار پھر شروع ہو چکی ہے۔ دعا ہے کہ دنیا مزید جنگ و جدل اور تباہی کے مناظر کی بجائے مسائل کے سیاسی حل کی طرف خوش اسلوبی سے رواں دواں ہو جائے۔

شکریہ

ایڈیٹر پاک جمہوریت

نیا سال اور پاکستان سے امید

امتیاز احمد تارڑ

کالم نگار اور اینکر ہیں، اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں

اسلامی کیلنڈر کے مطابق نئے ہجری سال کا آغاز محرم الحرام سے ہوتا ہے جبکہ نئے عیسوی سال کا آغاز جنوری سے، نئے عیسوی سال کی آمد پر ہر جانب جشن کا سماں ہوتا ہے۔ ہر سال اس دن کو نیو ائیر نائٹ کے نام سے منایا جاتا ہے، نئے انداز سے، پہلے سے بڑھ کر، بے جا اسراف سے ایک دوسرے سے بڑھ کر رنگ و نو کی جو محفلیں سجائی جاتی ہیں۔ ہمارے ہاں خوشی کا کوئی تہوار ہو، اسلامی ہو یا ثقافتی، کہا جاتا ہے کہ اس پر اتنے اخراجات کئے جا رہے ہوتے ہیں، جتنی فضول خرچی ہم کرتے ہیں، اس سے بہت سارے غریبوں کی مدد کی جاسکتی ہے۔ بات تو دل کو لگتی ہے۔ عمل کون کرتا ہے؟ وہ بھی نہیں کرتا جو کہتا ہے۔ اسی لیے بات میں اثر نہیں۔ ایسا نہ کبھی ہوا ہے اور نہ اس کا امکان ہے۔ نئے سال کی خوشیاں منانے کی بجائے اس سے غریب بچوں کے لیے کتابیں خریدی جاسکتی ہیں۔ غریبوں میں کھانا تقسیم کیا جاسکتا ہے، لیکن جو جشن مناتے ہیں، ان کو یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ غربت کس بلا کا نام ہے اور پھر یہ بھی کہ جشن کے ماحول میں کون انسانی مجبوریوں کو سمجھتا ہے اور کسے فکر ہے۔ کچھ لوگ یکم جنوری کو نیا سال منانے کے مخالف ہیں، ان سے ایک سوال ہے کہ کیا ہماری روزمرہ کی زندگی اسلامی کیلنڈر کے گرد گھومتی ہے؟ کیا ہم پاکستان کا یومِ آزادی اسلامی کیلنڈر کے مطابق مناتے ہیں؟ آج کا شمسی کیلنڈر ایک مسلمان عمر خیام کی دین ہے۔ مسلمان خلیفہ کے حکم سے اس نے یہ شمسی کیلنڈر بنایا تھا۔ بے شک نئے سال کی خوشی منانی چاہیے، لیکن یہ یاد رکھیں ایک سال ہماری زندگی سے کم ہوا ہے۔

ہم سب جانتے ہیں کہ ۳۱ دسمبر کو ۲۰۲۴ کا آخری سورج غروب ہوا تھا۔ نیا سال ۲۰۲۵ نئی خوشیوں اور نئی خواہشوں کے ساتھ طلوع ہوگا۔ سوچنے کی بات یہ نہیں کہ آنے والے نئے سال میں ہم کیا کریں گے بلکہ سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہم نے گزرنے والے سال میں کیا کیا؟

کیا کھویا؟ کیا پایا؟ کسی غریب کی مدد کی؟ حقوق العباد کا خیال رکھا؟ عبادت میں کوتاہی تو نہیں کی؟ کسی کا دل تو نہیں دکھایا؟ ماں باپ کی خدمت کی؟ کوئی نیکی کا کام جان بوجھ کر تو نہیں چھوڑا؟ بدی کے راستے پر تو نہیں چلے؟ کتنے اچھے کام کیے؟ وغیرہ۔

یہ بات سچ ہے کہ 76 سال پہلے والا اب یہ پاکستان نہیں ہے اب بہت کچھ تبدیل ہو چکا ہے، انفراسٹرکچر میں بہت تبدیلی آچکی ہے ہماری معیشت تبدیل ہو چکی ہے۔ یہ سب اپنی جگہ لیکن اگر ہم اخلاق اور سماجی لحاظ سے دیکھیں تو بہت پیچھے جا چکے ہیں ہم قوم نہیں ہجوم بن چکے ہیں

اگر ان سب سوالات کا جواب ہاں میں ہے تو آئندہ سال یہ سب کچھ کرنا ہوگا۔ اگر نہیں ہے تو نئے سال میں ہمیں اپنی ان غلطیوں کو سدھارنا ہوگا اور اپنی غلطیوں کی توبہ کر کے اچھے اور نیک کام کرنے ہوں گے۔ خدا کرے کہ نیا سال ۲۰۲۵ ہمارے لئے اور پاکستان کے لئے خوشیوں بھرا سال ثابت ہو۔

نیا سال ۲۰۲۵ پاکستان سمیت پوری دنیا میں امن اور سلامتی کا سال ہو پاکستان میں غربت، مہنگائی، بے روزگاری اور جہالت کا خاتمہ ہو اور ہر طرف امن ہی امن، ہو اللہ تعالی ہم سب کو اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ گزشتہ سال پاکستان بھر کی سیاست میں بہت ہلچل رہی، بہت سے دلخراش حادثات، واقعات بھی ہوئے۔ غزہ کے مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا۔ شام میں تبدیلی آئی اور مجموعی طور پر امت مسلمہ کے مسائل زیادہ ہوئے۔ اس کے علاوہ مہنگائی، بے روزگاری میں بے تحاشہ اضافہ بھی ہوا۔ زراعت اور معیشت تباہی کے دہانے پر پہنچ گئی۔ دہشت گردی، قتل وغارت، ڈکیتی اور کرپشن کا بازار گرم رہا۔ ہمارے ملک کے یہ حالات کب تک ہم پر سایہ فگن رہیں گے، اس بارے کچھ کہنا مشکل ہے، بس دعا ہے، امید ہے، اور امید پر دنیا قائم ہے۔

ہر نئے آنے والے سال سے بہت ساری امیدیں وابستہ ہوتی ہیں یہ بات سچ ہے کہ 76 سال پہلے والا اب یہ پاکستان نہیں ہے اب بہت کچھ تبدیل ہو چکا ہے، انفراسٹرکچر میں بہت تبدیلی آچکی ہے ہماری معیشت تبدیل ہو چکی ہے۔ یہ سب اپنی جگہ لیکن اگر ہم اخلاق اور سماجی لحاظ سے دیکھیں تو بہت پیچھے جا چکے ہیں ہم قوم نہیں ہجوم بن چکے ہیں ہم نے اپنی اخلاقیات کو پیچھے چھوڑ دیا ہے ہمارا جو ورثہ تھا ہماری جو تاریخ تھی اس کو ہم بھول چکے ہیں ہم نے اپنی نئی نسل میں وہ سب ٹرانسفر نہیں کیا جو ہم نے اپنے بڑوں سے سیکھا تھا، اخلاقیات اور ورثے کو تو جیسے ہم نے دفنا ہی دیا ہے۔ ہم نے اپنے نوجوانوں کے ذہنوں میں ڈالا ہے کہ پیسہ کمانا ہے لیکن یہ نہیں سمجھایا کہ پیسہ کیسے کمانا اور اس کو کیسے خرچ کرنا ہے۔ ہم نے اپنے نوجوانوں کو ریسرچ اور قرآن مجید سے دور کر دیا ہے۔ اس بات کا عہد کرنا چاہیے کہ ہمارے والدین نے جو ہمیں ورثہ دیا، ہم اس نئے سال میں نوجوانوں کو دیں گے انہیں اچھا انسان بنائیں، انہیں ایک باوقار انسان اور مسلمان بنائیں گے اور دعا ہے کہ ہمارے ملک کو اللہ نظر بد سے بچائے۔

دعا ہے کہ اس نئے پاکستان میں غریب اور امیر میں فرق نہ رہے لوگ فاقوں کی وجہ سے خودکشی نہ کریں، امیر غریب کو ملازمت اور تعلیم کے یکساں مواقع میسر آئیں۔ ہم سب کو مل کر ہمیں اپنے ملک کو محفوظ سے محفوظ تر بنانا ہے، اہم بات یہ ہے کہ اس حکومت نے کرپشن کے خاتمے کا وعدہ کیا ہے امید ہے کہ نئے سال میں ہمیں کرپٹ لوگ جیلوں میں سزائیں بھگتتے نظر آئیں گے۔ جہاں تک میرے لئے اس سال کی بات ہے تو میرے لئے تو یہ سال بہت ہی اچھا رہا میں نے نئے نئے کام کرنے کی کوشش کی اس برس میں نے سوشل ورک کا باقاعدہ آغاز کیا جس میں

درخت لگانے کی مہم ہو، پلاسٹک کی بوتلوں کے استعمال کے حوالے سے مہم ہو یا تعلیم ہو میں نے ایسے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی کوشش کی۔ امید اور دعا ہے کہ یہ نیا سال پاکستان کے لئے امن والا اور عوام کے لئے خوشیوں والا ہوگا۔ ہمیں بہت ہی زیادہ سنجیدگی کے ساتھ اپنی زندگی اور اپنے وقت کا محاسبہ کرنا چاہیے کہ ہمارے اندر کیا کمی ہے کیا کمزوری ہے کونسی بری عادات ہم میں پائی جاتی ہیں اسکو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، نیز اچھی عادتیں، عمدہ اخلاق و کردار کا وصف اپنے اندر پیدا کرنے کی مکمل کوشش کرنی چاہیے۔

۲۰۲۴ کا آخری سورج ڈوبتے ہی پتا نہیں کیوں دل بھی ڈوب سا گیا۔ ایک بے نام سی اداسی چھا گئی۔ بلاشبہ ۲۰۲۴ پوری دنیا کیلیے بڑی آزمائشوں کا سال تھا۔ بڑی بڑی سپر پاورز کہلانے والی حکومتوں کی معیشت پلک جھپکتے میں زمین بوس ہوگئی، جس کے نتیجے میں کام، کاروبار اور دفاتر بند ہوئے تو کروڑوں لوگ بے روزگار ہوگئے۔

دسمبر تو ویسے بھی ہمیشہ سے اداس کر دینے والا مہینہ رہا ہے اور اس آخری سورج کے ڈوبنے کے ساتھ پتا نہیں کتنے دل ڈوب رہے ہوں گے اور

جتنی حوصلہ افزائی کی ضرورت اس سال ہمیں ہے، شاید اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔

یقین کیجئے پردیس میں موجود لوگوں کے حالات اس سے بھی زیادہ خراب تھے۔ میں نے بڑے بڑے کڑیل جوانوں کو پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھا۔ انٹرنیٹ پر آپ کو ایسی کئی ویڈیوز مل جائیں گی۔ ایک نوجوان نے جب نوکری چلے جانے کے بعد اپنے حالات بتائے تو میں نے کہا تم گھر کیوں نہیں چلے جاتے؟ ان حالات میں کم از کم اپنوں کے درمیان تو ہو گے؟ اس پر وہ بولا میں بھی گھر جانا چاہتا تھا لیکن گھر والوں نے کہا کہ بیٹا مت آنا، ابھی تو وہ قرضہ بھی نہیں اُترا جو ادھار لے کر تمہارے ویزہ اور ٹکٹ کا بندوبست کیا تھا۔

۲۰۲۴ کا آخری سورج ڈوبتے ہی پتا نہیں کیوں دل بھی ڈوب سا گیا۔ ایک بے نام سی اداسی چھا گئی۔ بلاشبہ ۲۰۲۴ پوری دنیا کیلیے بڑی آزمائشوں کا سال تھا۔ بڑی بڑی سپر پاورز کہلانے والی حکومتوں کی معیشت پلک جھپکتے میں زمین بوس ہوگئی، جس کے نتیجے میں کام، کاروبار اور دفاتر بند ہوئے تو کروڑں لوگ بے روزگار ہو گئے۔

پاکستان میں تو پھر چھت ہمارے سر پر ہوتی ہے، اپنا ملک، اپنے لوگ اور ان گنت آسانیاں، جن کے بارے میں ہم نے کبھی سوچا ہی نہیں۔ لیکن یہاں تو ہم ایک ایک سانس کیلیے ادائیگی کرتے ہیں۔ اس کے باوجود ہم ہمت نہیں ہارتے، ایک دوسرے کا حوصلہ بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک صحافی اور قلمکار ہونے کے ناتے میری کوشش رہی کہ میں جتنا بھی ہو سکے ان شدید ترین حالات میں بھی لوگوں کی رہنمائی کر سکوں۔ ذہنی اور جذباتی طور پر شکستہ لوگوں کی کاؤنسلنگ کر سکوں۔ انہیں سمجھا سکوں کہ گرنا نہیں۔ نہ معیار سے، نہ تھک کر اور نہ ہار کر۔ حالانکہ مجھے خود بھی اسی طرح کی توانا حوصلہ افزائی کی ضرورت ہوتی تھی۔ آپ تو پھر خوش قسمت ہیں کہ اپنے ملک میں اپنے پیاروں کے ساتھ ہیں، تو پھر آپ کیوں مایوس ہیں؟ آپ کے دل کیوں ڈوب رہے ہیں؟ یاد رکھیے! رات جتنی مرضی طویل ہو، آخر اس کی ایک صبح ضرور ہوتی ہے۔ حبس جب حد سے بڑھ جاتا ہے تو بارش ہوتی ہے اور تقدیر محنت کرنے والوں کا معاوضہ ہرگز نہیں روکتی۔

آگے بڑھیے۔ اپنی غلطیوں کا اعتراف کیجئے۔ اپنی ناکامیوں کا الزام دوسروں پہ دھرنے کے بجائے بہادری سے اپنا محاسبہ کیجئے۔ حقائق کو قبول کیجئے۔ گزرے وقت کو، حالات کو اور گزرے سال کو کوسنے کے بجائے نئے سال کو نئی امید، نئے عزم اور نئے حوصلے کے ساتھ خوش آمدید کہیے۔ اگر آپ منزل پر پہنچنا چاہتے ہیں تو راستے میں بار بار رک کر پیچھے دیکھنا چھوڑ دیجئے۔ یہ بھی یاد رکھیے کہ حقیقی کامیابی تک پہنچنے کیلیے کوئی لفٹ موجود نہیں ہوتی، ہمیں ہمیشہ سیڑھیاں چڑھنا پڑتی ہیں۔ جتنا آپ کے بس میں ہے وہ تو کیجئے۔ اپنا اور اپنے قریبی رشتوں کا حق ادا کیجئے۔ ایک اچھا شہری ہونے کا فرض نبھائیے۔

یوم یکجہتی کشمیر

یوم کشمیر

امتیاز احمد تارڑ
کالم نگار اور اینکر ہیں، اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں

۱۹ جولائی ۱۹۴۷ کو سردار محمد ابراہیم خان کی رہائش گاہ پر کشمیریوں نے پاکستان سے الحاق کی قرارداد منظور کی، قرارداد میں ریاست جموں و کشمیر کے پاکستان کے ساتھ الحاق کا مطالبہ کیا گیا تھا، قرارداد میں کشمیر کی پاکستان سے مذہبی، جغرافیائی، ثقافتی اور اقتصادی قربت کو مدنظر رکھا گیا تھا۔ کشمیری عوام کی امنگوں کے برعکس مہاراجہ ہری سنگھ نے عوامی مطالبات نظر انداز کیے، کشمیریوں کو خدشہ تھا کہ مہاراجہ ہندوستان سے الحاق کر رہا ہے، اسی تناظر میں پشتون قبائلی ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۷ کو کشمیری بھائیوں کی مدد کے لیے کشمیر میں داخل ہوئے اور آزاد کشمیر کے بڑے علاقے کو آزاد کروانے میں کامیاب ہوئے۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۷ کو ہندوستان نے سری نگر میں اپنی فوج اتاری، اس دن کو کشمیر میں یوم سیاہ کے طور پر منایا جاتا ہے، یہ دن بھارتی افواج کے جبر کے آغاز کی نشاندہی کرتا ہے۔ پاکستانی فوج نے آزاد جموں وکشمیر کو بھارت سے محفوظ بنایا، اسی دوران پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ شروع ہوئی، دسمبر ۱۹۴۷ میں نہرو نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل سے رابطہ کیا اور اقوام متحدہ نے ۱۹۴۸ میں جنگ بندی اور رائے شماری کی قراردادیں منظور کیں تا کہ کشمیری عوام اپنے ووٹ سے فیصلہ کر سکیں لیکن بھارت نے آج تک رائے شماری نہیں کروائی۔ بھارت نے اقوام متحدہ کی قراردادوں کو نظر انداز کیا اور کشمیریوں کے حق خود ارادیت کو چھین لیا، کشمیریوں پر جبر اور بربریت کی انتہا کردی، بھارتی مظالم نے کشمیری نوجوانوں کو ہتھیار اٹھانے پر مجبور کیا اور ۱۹۸۹ میں کشمیر کی آزادی کی جدوجہد کا آغاز ہوا۔

جواب تک بدستور جاری ہے۔ لیکن ۵ اگست ۲۰۱۹ کو بھارت نے آرٹیکل ۳۷۰ اور ۳۵A کو منسوخ کیا، یہ آرٹیکلز کشمیر کو خصوصی حیثیت دیتے تھے، تین سال گزرنے کے بعد بھی بھارت نتائج سنبھالنے میں ناکام رہا ہے، کشمیری آزادی کے حصول کے لیے بے تاب ہیں اور اسی

جدو جہد کی کوششوں کو دیکھتے ہوئے بھارتی فوج نے کشمیریوں پر مظالم مزید تیز کر دیئے ہیں۔

بھارتی فوج نے کشمیریوں کی زندگیوں کو اذیت ناک بنا رکھا ہے، بھارت نے کشمیر میں تقریباً ایک ملین فوجی تعینات کیے ہیں۔ بھارت کا ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۷ کا خواب ابھی ختم نہیں ہوا، مقبوضہ کشمیر میں ۲۰۲۴ کے انتخابات بھارتی حکومت کے غیر قانونی اقدامات کا حصہ ہیں، حالیہ انتخابی عمل اسی مکروہ حکمت عملی کا حصہ ہے۔ مسئلہ کشمیر کا واحد قابل قبول حل اقوام متحدہ کی زیر نگرانی رائے شماری ہے لیکن ہندو کشمیر کی قانونی حیثیت کو ختم کے درپے ہیں، تقریباً ایک ملین سکیورٹی فورسز کے زیر سایہ انتخابات دراصل فوجی مشق کا تاثر دے رہے ہیں۔ حریت کانفرنس تنازع کشمیر کے پر امن حل پر یقین رکھتی ہے، خطے میں دیرپا امن و ترقی کیلئے کشمیر کے دیرینہ تنازع کا حل ضروری ہے۔

لیکن ۵ اگست ۲۰۱۹ کو بھارت نے آرٹیکل ۳۷۰ اور ۳۵A کو منسوخ کیا، یہ آرٹیکلز کشمیر کو خصوصی حیثیت دیتے تھے، تین سال گزرنے کے بعد بھی بھارت نتائج سنبھالنے میں ناکام رہا ہے، کشمیری آزادی کے حصول کے لیے بے تاب ہیں اور اسی جدوجہد کی کوششوں کو دیکھتے ہوئے بھارتی فوج نے کشمیریوں پر مظالم مزید تیز کر دیئے ہیں۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ہندوستان کو اپنی بین الاقوامی ذمہ داریوں کا احترام کرنے کی ضرورت ہے، بھارت اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر برائے انسانی حقوق کے دفتر کی رپورٹوں کو غلط تصور کر رہا ہے جبکہ ایمنسٹی انٹرنیشنل بھارت سے انسانی حقوق کی بین الاقوامی ذمہ داریوں کا احترام کرنے کا مطالبہ کر رہا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ بھارت کو جابرانہ قوانین میں ترمیم یا ان کی منسوخی کی ضرورت ہے، رپورٹ میں صحافیوں پر پابندیاں ختم کرنے کا بھی مطالبہ کیا گیا

کشمیر پر بھارتی افواج کا غاصبانہ قبضہ تاریخ کا ایک سیاہ باب ہے۔مسئلہ کشمیر ایک فلیش پوائنٹ ہے جو نہ صرف خطے بلکہ پوری دنیا کے امن کیلئے ایک مستقل خطرہ ہے۔

ہے۔ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ہندوستانی حکام نے اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر برائے انسانی حقوق کے دفتر کے ساتھ بات چیت سے گریز کیا، ۵ اگست ۲۰۱۹ کو بھارت نے آرٹیکل ۳۷۰ کو منسوخ کیا، ہندوستان کا انسانی حقوق کا ریکارڈ شکوک وشبہات پیدا کر چکا ہے۔رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اقوام

متحدہ کے ساتھ ہندوستان کی بات چیت میں دوریاں بڑھ رہی ہیں، ہندوستان کو انسانی حقوق کے ماہرین کی جانب سے ۲۵ بیانات موصول ہوئے جو عالمی چیلنجز میں اضافے کی طرف پیش قدمی ہے، UNSC سکیورٹی کونسل میں بھارت کی مستقل نشست کے جواب کے لیے انسانی حقوق کا ریکارڈ اہم ہے جس پر اب سوال اٹھانا چاہیے۔ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ میں انسانی حقوق کی کمیٹی نے مقبوضہ کشمیر میں امتیازی سلوک اور تشدد جیسے مسائل کو اجاگر کیا ہے، UNSC میں مستقل نشست کے لیے حقیقی انسانی حقوق کی وابستگی شرط ہے۔

کشمیر پر بھارتی افواج کا غاصبانہ قبضہ تاریخ کا ایک سیاہ باب ہے۔مسئلہ کشمیر ایک فلیش پوائنٹ ہے جو نہ صرف خطے بلکہ پوری دنیا کے امن کیلئے ایک مستقل خطرہ ہے۔اس مسئلے کے فوری حل اور مقبوضہ وادی میں بھارتی فورسز کی طرف سے ڈھائے جانے والے مظالم اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے خاتمے کے لیے اپنا کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔کشمیری بھائیوں سے ہمارا رشتہ صرف مذہب، تہذیب اور انسانی بنیادوں پر استوار نہیں بلکہ سرحد کے دونوں جانب کے عوام کے مابین خون کا رشتہ ہے۔ پاکستان اقوام متحدہ کے سیکیورٹی کونسل کی

قراردادوں کے تحت کشمیری عوام کی امنگوں کے مطابق مسئلہ کشمیر کے پرامن حل کے لیے پرعزم ہے۔ کشمیری عوام کوتمام علاقائی اور عالمی فورمز پر مسئلہ کشمیر کے منصفانہ حل تک پاکستان کی طرف سے ان کی سیاسی، سفارتی اور اخلاقی حمایت جاری رکھنے کا یقین دلایا۔ پاکستان مسئلہ کشمیر کے غیر جانبدرانہ اور منصفانہ حل کے اصولی موقف سے پیچھے نہیں ہٹے گا اور پاکستان اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قراردادوں پر فوری عملدرآمد کا خواہاں ہے۔

۵ اگست ۲۰۱۹ کو بھارتی آئین سے آرٹیکل ۳۷۰ اور ۳۵A کی منسوخی کے بعد بھارت کشمیری عوام کی شناخت کوتبدیل کرنا چاہتا ہے جو عالمی قوانین کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے اور بنیادی انسانی حقوق کے منافی ہے۔ بی جے پی حکومت نے مقبوضہ کشمیر میں نام نہاد الیکشن کا جو ڈھونگ رچایا تھا اسے کشمیری عوام نے یکسر مسترد کیا ہے۔ کشمیری عوام کو حق خودارادیت دیے بغیر خطے میں پائیدار امن کا قیام ممکن نہیں ہوسکتا۔

گزشتہ سات دہائیوں سے مقبوضہ وادی میں بھارتی افواج کی طرف سے غیر مسلح اجتماعات پر بلا اشتعال پیلٹ گن کا استعمال، انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں، جنازوں کی بے حرمتی، بچوں کو پلیٹ گن سے نابینا بنانے کے واقعات، خواتین کی عصمت دری، کشمیری قیادت کو پابند سلاسل بنانے اور کرفیو کے نفاذ پر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بھارت کی یہی اوقات ہے کہ ۷ دہائیوں سے کشمیریوں کو اپنا ہمنوا نہیں بنا سکا۔ کشمیری عوام کی حق خودارادیت کی تحریک کو بندوق کے زور پر دبایا نہیں جاسکتا۔ وہ دن دور نہیں جب مقبوضہ کشمیر میں آزادی کا سورج طلوع ہوگا اور کشمیری عوام آزاد فضا میں زندگی بسر کریں گے۔

چیمپئنز ٹرافی اور پاکستان میں بین الاقوامی کرکٹ کی بحالی

اکرام بخاری

مصنف ایک صحافی ہیں۔ نجی میڈیا گروپ کے ایڈیٹر اور ریڈیو پاکستان کے میزبان بھی ہیں

پاکستان کی کرکٹ کی تاریخ ہمیشہ سے ایک ایسے سفر کی داستان رہی ہے جس میں اتار چڑھاؤ، جدوجہد اور کامیابیوں کی داستانیں گیت کی مانند پیش کی گئی ہیں۔ اس ملک نے عالمی سطح پر بے شمار عظیم کھلاڑی اور یادگار میچز پیش کیے ہیں، لیکن سیاسی تنازعات، سلامتی کے مسائل اور انتظامی خامیوں نے بین الاقوامی کرکٹ میں شرکت کے راستوں کو کئی بار پیچیدہ کر دیا۔ ان سب کے باوجود حالیہ برسوں میں چیمپیئنز ٹرافی جیسے عالمی ایونٹس کے انعقاد نے نہ صرف پاکستان کی کرکٹ کی شناخت کو نیا حوصلہ دیا بلکہ اس کے کھیل کی بحالی میں ایک اہم سنگِ میل کا کردار ادا کیا ہے۔ پاکستان میں بین الاقوامی کرکٹ کی بحالی ایک طویل عرصے کی محنت اور لگن کا نتیجہ ہے جس میں انتظامیہ، کھلاڑیوں اور عوام کی شمولیت نے ایک نئے سرے سے اعتماد اور امن کا ماحول فراہم کیا ہے۔ ملک نے اپنی سابقہ مشکلات کا مقابلہ کرتے ہوئے سلامتی کے حوالے سے بڑے پیمانے پر اصلاحات اور انتظامی بہتریاں متعارف کرائیں، جنہوں نے بین الاقوامی ٹیموں کو یہ یقین دلایا کہ اب پاکستان میں میچز کی میزبانی محفوظ اور قابل اعتماد ہے۔

اس سلسلے میں سب سے نمایاں اقدام چیمپیئنز ٹرافی کا انعقاد رہا ہے، جس نے عالمی کرکٹ بورڈز اور شائقین کے دلوں میں ایک نئی امید جگائی ہے۔ ابتدائی دنوں میں جب بین الاقوامی ٹیموں کے دورے محدود ہو گئے تھے، تب سلامتی کے خدشات اور انتظامی خامیوں نے پاکستان کی میزبان حیثیت کو شدید متاثر کیا تھا۔ لیکن حالیہ وقت میں ملکی انتظامیہ اور کرکٹ اتھارٹیز نے ایک جامع حفاظتی نظام اور جدید ٹیکنالوجی کا استعمال شروع کیا جس نے نہ صرف کھلاڑیوں بلکہ تمام متعلقہ افراد کی حفاظت کو یقینی بنایا بلکہ بین الاقوامی کرکٹ بورڈز کے اعتماد کو بھی دوبارہ حاصل کیا۔

ملک کے موجودہ اسٹیڈیمز کو جدید سہولیات سے لیس کیا گیا اور نئے اسٹیڈیمز کی تعمیر کے منصوبے متعارف کرائے گئے تاکہ نہ صرف میچز کا معیار بلند ہو بلکہ شائقین کو بھی ایک بہترین تجربہ فراہم کیا جا سکے۔

پاکستانی کرکٹ انتظامیہ نے بیرونی کرکٹ بورڈز کے ساتھ تعلقات بہتر بنانے کے لیے مسلسل مذاکرات جاری رکھے اور متعدد دو طرفہ معاہدے طے کیے، جن کی بدولت بین الاقوامی ٹیموں نے آہستہ آہستہ پاکستان کا دورہ شروع کیا۔ اس کے نتیجے میں نہ صرف ملکی کرکٹ کی شبیہ بہتر ہوئی بلکہ عالمی کرکٹ کی برادری میں پاکستان کی قدر و قیمت میں بھی نمایاں اضافہ ہوا۔ چیمپیئنز ٹرافی کے انعقاد نے اس بات کا ثبوت دیا کہ اگر مناسب انتظام اور جدید حفاظتی اقدامات موجود ہوں تو بین الاقوامی میچز کی میزبانی نہ صرف ممکن ہے بلکہ اس سے ملک کی معیشت، ثقافت اور سماجی ہم آہنگی میں بھی مثبت تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔

پاکستان میں بین الاقوامی کرکٹ کی بحالی کا عمل صرف کھیل کے میدان تک محدود نہیں رہا بلکہ اس نے ملک کی معیشت، سماجی ڈھانچے اور ثقافتی شناخت پر بھی گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ بین الاقوامی میچز کی واپسی سے پاکستانی کھلاڑیوں کو عالمی سطح پر اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنے کا موقع ملا، جس سے ان کی تکنیکی مہارت میں اضافہ ہوا اور نوجوان نسل میں بھی اپنے خوابوں کو حقیقت بنانے کا جذبہ پیدا ہوا۔ اس کے علاوہ انتظامی اصلاحات اور جدید ٹیکنالوجی کا استعمال نہ صرف میچز کی میزبانی کے معیار کو بلند کرنے میں مددگار ثابت ہوا بلکہ انتظامیہ کی شفافیت اور کارکردگی میں بھی اضافہ کیا۔ عوامی حمایت اور قومی فخر نے بھی اس بحالی کے عمل میں اہم کردار ادا کیا، کیونکہ کرکٹ نہ صرف ایک کھیل ہے بلکہ پاکستانی عوام کے لیے ایک جذبہ اور یکجہتی کا ذریعہ بھی ہے۔

پاکستانی کرکٹ انتظامیہ نے بیرونی کرکٹ بورڈز کے ساتھ تعلقات بہتر بنانے کے لیے مسلسل مذاکرات جاری رکھے اور متعدد دوطرفہ معاہدے طے کیے، جن کی بدولت بین الاقوامی ٹیموں نے آہستہ آہستہ پاکستان کا دورہ شروع کیا۔ اس کے نتیجے میں نہ صرف ملکی کرکٹ کی شبیہ بہتر ہوئی بلکہ عالمی کرکٹ کی برادری میں پاکستان کی قدر و قیمت میں بھی نمایاں اضافہ ہوا۔

وقت کے ساتھ ساتھ جب بین الاقوامی شائقین اور میڈیا نے پاکستان کی میزبان حیثیت کو سراہا، تو ملکی معیشت میں بھی مثبت تبدیلیاں دیکھنے میں آئیں۔ بڑے بین الاقوامی ایونٹس کے انعقاد سے نہ صرف سیاحتی صنعت کو فروغ ملا بلکہ ہوٹلنگ، ریسٹوران اور مقامی کاروبار نے بھی اس کا بھرپور فائدہ اٹھایا۔ سرمایہ کاروں اور سپانسرز کا اعتماد دوبارہ بحال ہوا جس نے مزید بڑے منصوبوں اور ایونٹس کی راہیں ہموار کیں۔ اس کے علاوہ ملکی انتظامیہ نے اپنی پالیسیاں اور منصوبہ بندی کو جدید تقاضوں کے مطابق ڈھالا، تاکہ مستقبل میں بین الاقوامی کرکٹ میچز کی میزبانی میں کسی بھی قسم کی رکاوٹ پیش نہ آئے۔

چیمپیئنز ٹرافی کا انعقاد پاکستان کے لیے ایک نئے دور کا آغاز ثابت ہوا ہے، جہاں عالمی سطح پر کرکٹ کے میدان میں اس ملک کی

شناخت اور مقام کو مزید مستحکم کیا گیا ہے۔ اس ٹورنامنٹ نے نہ صرف عالمی شائقین کو اپنی طرف متوجہ کیا بلکہ بین الاقوامی ٹیموں کے لیے بھی پاکستان کو ایک محفوظ اور جدید میزبان کے طور پر پیش کیا۔ عالمی سطح پر اس کامیابی نے یہ پیغام دیا کہ اگر صحیح منصوبہ بندی، مؤثر انتظام اور بین الاقوامی تعاون موجود ہو تو ہر مشکل مرحلہ عبور کیا جا سکتا ہے۔ پاکستانی کھلاڑیوں کو اب عالمی میچز کا تجربہ حاصل ہو رہا ہے جس سے ان کی تکنیکی مہارت مزید نکھر رہی ہے اور وہ اپنی صلاحیتوں کو عالمی معیار کے مطابق ڈھالنے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔

اس پورے عمل کے دوران میڈیا اور جدید ٹیکنالوجی کا کردار بھی ناقابلِ فراموش رہا ہے۔ ٹی وی چینلز، اخبارات اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز نے اس ایونٹ کی خبریں عالمی سطح پر پھیلائیں اور پاکستان کی کرکٹ انتظامیہ کی محنت کو سراہا۔ سوشل میڈیا نے شائقین اور کھلاڑیوں کے درمیان رابطے کو فروغ دیا اور لائیو سٹریمنگ کی بدولت شائقین نے ہر لمحہ کھیل کا بھرپور لطف اٹھایا۔ جدید ڈیجیٹل اینالیٹکس اور تجزیاتی ٹولز کے استعمال سے کوچنگ اسٹاف اور تجزیہ کاروں کو کھلاڑیوں کی کارکردگی کو بہتر بنانے میں مدد ملی، جس سے کھیل کا معیار اور بھی بلند ہوا۔

ان تمام کامیابیوں کے باوجود مستقبل میں بھی کچھ چیلنجز باقی ہیں جن کا مقابلہ کرنے کے لیے مزید کوششوں اور منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ سلامتی کے حوالے سے مکمل اعتماد کو حاصل کرنے کے لیے حکومت اور کرکٹ انتظامیہ کو مستقل بنیادوں پر حفاظتی اقدامات کو اپ ڈیٹ کرنا ہوگا، تاکہ ہر ممکن خطرے کا فوری اور موثر جواب دیا جا سکے۔ مزید برآں بین الاقوامی ٹیموں کے ساتھ تعلقات کو مضبوط کرنے اور ان کے اعتماد کو برقرار رکھنے کے لیے مسلسل مذاکرات اور باہمی تعاون کی ضرورت ہے۔ انتظامی اور مالی شفافیت کو یقینی بنانا بھی مستقبل کے بڑے

بین الاقوامی ایونٹس کی کامیابی میں اہم کردار ادا کرے گا۔ نوجوان کھلاڑیوں کی تربیت اور ان کے لیے جدید اکیڈمیز اور کوچنگ سیشنز کا انعقاد بھی اس عمل کا ایک لازمی جزو ہے، تاکہ آنے والی نسلیں عالمی کرکٹ کے معیار کو برقرار رکھتے ہوئے پاکستان کا نام روشن کر سکیں۔

بین الاقوامی کرکٹ کی بحالی نے نہ صرف کھیل کے میدان میں بلکہ ملکی معیشت اور ثقافتی شناخت میں بھی نمایاں تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔ اس کامیابی کے نتیجے میں ملکی سطح پر ایک نیا جذبہ اور امید کی کرن روشن ہوئی ہے، جس نے عوام میں قومی فخر اور اتحاد کے جذبات کو فروغ دیا ہے۔ مختلف علاقوں کے لوگ ایک مشترکہ جذبے کے تحت اکٹھے ہوئے اور اس کامیابی کو اپنی محنت اور لگن کا نتیجہ سمجھا۔ عالمی کرکٹ کے میدان میں پاکستان کی واپسی نے نہ صرف کھیل کی دنیا میں اس ملک کی قدر و قیمت کو دوبارہ اجاگر کیا بلکہ اس نے بین الاقوامی برادری کو بھی یہ یقین دلایا کہ پاکستان اب ایک محفوظ، جدید اور منظم میزبان ہے۔

یہ کامیابی صرف کرکٹ کے میچز کی میزبانی تک محدود نہیں رہی بلکہ اس کے اثرات ملک کی معیشت، سیاحت اور مقامی کاروبار پر بھی نمایاں رہے ہیں۔ بڑے بین الاقوامی ایونٹس کے انعقاد سے ہوٹلنگ، ریستوران اور ٹرانسپورٹیشن کے شعبوں کو نئی زندگی ملی اور مقامی سرمایہ کاری میں بھی اضافہ ہوا۔ بین الاقوامی سرمایہ کاروں کا اعتماد دوبارہ بحال ہونے سے ملک میں بڑے منصوبوں کی راہیں ہموار ہوئیں، جس نے ملکی معیشت کو مزید مستحکم کیا۔ اسی کے ساتھ ساتھ اس کامیابی نے مقامی نوجوانوں کو بھی اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے اور بین الاقوامی سطح پر اپنا مقام بنانے کا حوصلہ دیا ہے۔

> **پاکستان کی واپسی نے نہ صرف کھیل کی دنیا میں اس ملک کی قدر و قیمت کو دوبارہ اجاگر کیا بلکہ اس نے بین الاقوامی برادری کو بھی یہ یقین دلایا کہ پاکستان اب ایک محفوظ، جدید اور منظم میزبان ہے۔**

پاکستان میں بین الاقوامی کرکٹ کی بحالی کا عمل ایک مسلسل سفر ہے جس میں ہر قدم پر نئے چیلنجز اور مواقع سامنے آئے ہیں۔ اگرچہ حالیہ کامیابیاں قابلِ تعریف ہیں، لیکن مستقبل میں بھی کئی ایسے مسائل درپیش ہیں جن کا حل تلاش کرنا ضروری ہوگا۔ سلامتی کے حوالے سے مکمل یقین دہانی، انتظامی اصلاحات اور مالی شفافیت کو یقینی بنانا وقت کی اہم ترجیحات میں شامل ہیں۔ عالمی سطح پر روابط کو مضبوط کرنے اور بین الاقوامی ٹیموں کے ساتھ مسلسل تعاون برقرار رکھنے کے لیے بھی مزید کوششوں کی ضرورت ہے۔ یہ وہ تمام پہلو ہیں جن پر کام کر کے پاکستان اپنے عالمی کرکٹ کے نقشِ قدم کو مزید مستحکم کر سکتا ہے اور اپنی شاندار تاریخ کو نئی بلندیوں تک پہنچا سکتا ہے۔

اس پورے سفر میں میڈیا، ٹیکنالوجی اور عوام کی بھرپور شمولیت نے ایک نئی جہت متعارف کرائی ہے جس سے نہ صرف کرکٹ کا معیار بلند ہوا بلکہ ملک کے ہر گوشے میں ایک نیا جوش و ولولہ پیدا ہوا۔ ٹی وی، اخبارات اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر جاری مثبت رپورٹس نے عوام میں

امید کی کرن روشن کی اور بین الاقوامی برادری کو یقین دلایا کہ پاکستان اب ایک جدید، محفوظ اور منظم میزبان ہے۔ اس کامیابی نے نہ صرف ملکی کرکٹ کی شناخت کو نیا رنگ دیا بلکہ عالمی سطح پر بھی اس ملک کی قدر و قیمت میں اضافہ کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کی کرکٹ کی بحالی صرف ایک کھیل کی واپسی نہیں ہے بلکہ یہ ایک جامع سماجی، اقتصادی اور ثقافتی تبدیلی کا عمل ہے جس نے عوام میں نئے جذبوں کو جنم دیا ہے۔ ملک کے شہری اب نہ صرف اپنے کھلاڑیوں پر فخر محسوس کرتے ہیں بلکہ ان کی محنت اور لگن کو بھی تسلیم کرتے ہیں جو عالمی سطح پر پاکستان کا نام روشن کرنے میں مددگار ثابت ہو رہی ہے۔ ہر میچ، ہر ایونٹ اور ہر کامیابی اس بات کا ثبوت ہے کہ اگر درست منصوبہ بندی اور موثر انتظام موجود ہو تو ہر مشکل مرحلہ عبور کیا جا سکتا ہے۔

آنے والے دنوں میں بھی پاکستان کو اپنے اس عزم کو برقرار رکھتے ہوئے اور مزید بہتری کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے عالمی کرکٹ کے میدان میں اپنی جگہ مضبوط کرنی ہوگی۔ نوجوان کھلاڑیوں کی تربیت اور ان کے لیے جدید سہولیات کی فراہمی اس بات کو یقینی بنائے گی کہ مستقبل میں بھی پاکستان ایک عالمی معیار کا کرکٹ ملک بنا رہے۔ بین الاقوامی ٹیموں کے ساتھ تعلقات کو مزید مستحکم کرنے اور عالمی معیار کے مطابق اپنے انتظامی نظام کو اپ گریڈ کرنے کے لیے مسلسل کوششیں جاری رہیں گی تاکہ ہر میچ اور ہر ایونٹ کے دوران تمام متعلقہ افراد کی حفاظت اور راحت کا خیال رکھا جا سکے۔

یہ عمل نہ صرف کھیل کے میدان میں بلکہ ملکی معیشت اور سماجی ڈھانچے میں بھی نمایاں بہتری کا باعث بنا ہے۔ بڑے ایونٹس کے انعقاد

سے مقامی کاروبار کو فروغ ملا، سیاحتی صنعت نے نئی جان پکڑی اور عوام میں ایک مشترکہ جذبہ اور قومی فخر کی نئی لہر دوڑ گئی۔ بین الاقوامی کرکٹ کے دوبارہ آغاز نے نہ صرف پاکستان کی کرکٹ کو عالمی سطح پر دوبارہ پہچان دلائی بلکہ اس نے ملک کے اندر ایک نئی توانائی اور امید بھی پیدا کی جس سے ہر شعبہ زندگی متاثر ہوا ہے۔

آخر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ چیمپیئنز ٹرافی اور اس جیسے بین الاقوامی ایونٹس نے پاکستان کو ایک نئی سمت دی ہے، جہاں نہ صرف کرکٹ کا معیار بلند ہوا بلکہ معاشرتی، اقتصادی اور ثقافتی ترقی کے نئے دروازے بھی کھلے ہیں۔ یہ کامیابی اس بات کا ثبوت ہے کہ اگر درست منصوبہ بندی، موثر انتظام اور بین الاقوامی تعاون موجود ہو تو ہر مشکل مرحلہ آسانی سے عبور کیا جا سکتا ہے۔ پاکستانی کرکٹ کے اس نئے دور میں عالمی برادری کے ساتھ اعتماد اور رابطے کو مضبوط بنانے کے لیے مزید اقدامات کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ملک نہ صرف اپنی تاریخی خامیوں کو دور کر سکے بلکہ مستقبل میں مزید روشن کامیابیاں حاصل کر سکے۔ اس تمام عمل نے عوام میں ایک نیا ولولہ پیدا کیا ہے اور ہر شہری نے اپنے اندر یہ جذبہ محسوس کیا ہے کہ ان کا ملک اب عالمی کرکٹ کے نقش قدم کو دوبارہ زندہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، جس سے نہ صرف کھیل کا معیار بلند ہوتا ہے بلکہ ملک کی مجموعی ترقی میں بھی نمایاں کردار ادا ہوتا ہے۔

یہ نئی صبح پاکستان کی کرکٹ کی تاریخ میں ایک اہم سنگِ میل ثابت ہوئی ہے، جس نے عوام اور کھلاڑیوں دونوں کو ایک نئی امید اور عزم سے بھر دیا ہے۔ عالمی سطح پر بڑھتے ہوئے چیلنجز کے باوجود، پاکستان نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اگر مناسب اقدامات اور انتظامی اصلاحات کی جائیں تو ہر میدان میں کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔ یہ تبدیلی نہ صرف ایک کھیل کی واپسی کا جشن ہے بلکہ اس نے ملک کے ہر شعبہ میں مثبت تبدیلی کے امکانات کو بھی روشن کیا ہے۔ اس جدوجہد نے ثابت کیا کہ اگر عزم اور حوصلے کی قوت موجود ہو تو ہر مشکل مرحلے کو عبور کیا جا سکتا ہے، اور پاکستان اب ایک مرتبہ پھر عالمی کرکٹ کے نقش قدم پر کھڑا ہے، جہاں اس کی موجودگی اور شاندار کارکردگی کو دنیا بھر کے شائقین اور تجزیہ کاروں نے تسلیم کیا ہے۔

وزیراعظم کا دورہ آذربائیجان
معاشی استحکام کا سفر

ناصر نقوی
مصنف سینئر جرنلسٹ اور کالم نویس ہیں

ماضی کی ایک تجرباتی حکومت نے مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان کو ایک ''تجربہ گاہ'' بناتے ہوئے ایسے تجربات کیے کہ ملک تباہی کے دہانے پر پہنچ گیا اور ایسے میں اپنی نااہلی نا تجربہ کاری میں اقتدار سے علیحدہ ہونے والوں نے شور برپا کر دیا کہ ہماری حکومت ایک ملکی اور غیر ملکی سازش کے تحت گرائی گئی ہے لہذا ملک دیوالیہ ہو جائے گا حالانکہ یہ واویلا صرف اس لیے تھا کہ مملکت میں پہلی مرتبہ آئینی اور قانونی کاروائی کے ذریعے حکومت اپنی اکثریت کھونے کے بعد عدم اعتماد سے گھر گئی تھی۔ لیکن جانے والوں کی خواہش تھی کہ اگر انہیں،، مسند اقتدار،، سونپی گئی تھی تو پورے پانچ سال بلکہ ۱۰ سے ۱۵ سال تو برداشت کیا جاتا کیونکہ ملک کی دونوں بڑی پارٹیاں زیادہ عرصہ حکومت میں رہ چکی ہیں اس لیے ان کا بھی حق ہے کہ بلاشرکت غیرانہیں بھی اقتدار میں ہرصورت رکھا جائے، اس خواہش کے لیے بہت سے آئینی اور غیر آئینی طریقے استعمال کیے گئے لیکن پی۔ڈی۔ایم کی حکومت نے اپنے اتحادیوں کی مشاورت سے سیاست کو ریاست پر ترجیح دیتے ہوئے سخت فیصلے کیے اسے تنقید کا بھی سامنا ہوا۔ پھر بھی وزیر اعظم شہباز شریف کی قیادت میں صرف ۱۶۔ ماہ کی حکومت میں معاشی بدحالی، خارجہ پالیسی کی بہتری اور دوست ممالک کے تعاون سے ملک کو دیوالیہ ہونے سے بچالیا گیا، یہی اتحادی حکومت کا کارنامہ تھا کیونکہ وزیر اعظم اور وزیر خارجہ بلاول بھٹو زرداری نے جس انداز میں چیلنج سمجھ کر کام کیا اس سے نہ صرف دوست ممالک کا اعتماد بحال ہوا بلکہ انہوں نے معاشی بحران اور نازک حالات کی پیش نظر خصوصی مدد بھی کی، اس طرح سعودی عرب، یو۔اے۔ای اور عوامی جمہوریہ چین کے تعلقات میں بہتری آئی کیونکہ ماضی کی حکومت نے اپنی غلط اور کمزور حکمت عملی سے ان آزمودہ دوستوں سے دوری اختیار کر لی تھی۔ ۸ فروری ۲۰۲۴ کے انتخابات کے بعد مارچ میں جب دوسری بار شہباز شریف

نے اتحادی حکومت بنائی تو انہوں نے ایجنڈا نمبر ایک معاشی بحران کا خاتمہ رکھا اور اب اس کے ثمرات کسی سے پوشیدہ نہیں، اس کوشش میں اتحادی جماعتوں کے ساتھ ساتھ اہم ادارے ایس۔آئی۔ایف۔سی نے بھی اہم کردار ادا کیا اور وزیر اعظم شہباز شریف کے غیر ملکی دورے بھی کام آئے کیونکہ دوروں کا مطلب معاشی معاملات اور سفارتی تعلقات کی بحالی ہی تھا، سال بھر کے دوروں کا جائزہ نہ بھی لیا جائے تب بھی حالیہ دورہ آذربائیجان جو کہ صدر الہام علیوف کی دعوت پر تھا انتہائی کامیاب دکھائی دیتا ہے اس دو روزہ دورے میں وزیر اعظم شہباز شریف کے ہمراہ نائب وزیر اعظم اور وزیر خارجہ اسحاق ڈار، وزیر اطلاعات عطا تارڑ، جام کمال، عبدالعلیم خان، چوہدری سالک اور معاون خصوصی طارق فاطمی بھی تھے آذربائیجان پہنچنے پر وزیر اعظم پاکستان اور وفد کا پرتپاک استقبال کیا گیا انہیں،

ہم کشمیر اور غزہ جنگ بندی پر آذربائیجان کے اصولی موقف کو سراہتے ہیں میرے اس دورے سے دونوں ممالک کے درمیان اجتماعی مفادات کے لیے مختلف شعبہ جات میں تعاون بڑھے گا اور دونوں ممالک کے عوام کو فائدہ پہنچے گا۔

گارڈ آف آنر بھی دیا گیا جو کہ دونوں ممالک کے مضبوط برادرانہ تعلقات کی عکاسی کرتا ہے۔ اس دورے میں صدارتی ،، ون ٹو ون،، ملاقات کے علاوہ وزیر اعظم نے ''بزنس فورم،، سے بھی خطاب کیا بعد ازاں مختلف یادداشتوں اور معاہدوں کی تقریبات بھی منعقد ہوئی، جس کے نتیجے میں دونوں ممالک کے درمیان دو ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کا معاہدہ بھی طے پا گیا جسے ایک ماہ میں حتمی شکل دینے پر بھی اتفاق کیا گیا اس دورے میں پٹرولیم مصنوعات کے حوالے سے بھی معاہدوں پر دستخط کیے گئے پی۔ایس۔او (PSO) اور پی۔ایس۔او۔ایس۔او۔سی۔اے (PSOSOCA) ٹریڈنگ کے مابین مفاہمتی یادداشت کے ساتھ خرید و فروخت کا معاہدہ بھی ہوا، یقیناً اس معاہدے اور یادداشتوں سے دونوں ممالک میں اقتصادی اور تجارتی تعاون بڑھے گا اور تعلقات میں استحکام آئے گا۔ پاکستان اور آذربائیجان میں تاریخی، ثقافتی رشتے ہمیشہ سے مضبوط ہیں لہذا تجارتی اور معاشی تعاون سے بھی مثبت نتائج نکلیں گے توانائی، دفاع اور صنعتی پیداوار بہت اہم ہیں ان شعبہ جات میں عملی اقدامات سے دونوں ممالک مزید پر اعتماد ہو جائیں گے کیونکہ آذربائیجان توانائی اور پاکستان دفاعی شعبے کی مہارت اور تجربے سے ایک دوسرے کے لیے مفید ثابت ہونگے۔ اس موقع پر وزیر اعظم شہباز شریف اور صدر الہام علیوف کی ملاقاتوں میں خطے کی سلامتی، اقتصادی ترقی اور عوامی خوشحالی سے جڑے ہوئے پہلوؤں پر بھی غور و فکر کیا گیا۔ جس میں دونوں رہنماؤں نے مواصلاتی اور تجارتی رابطوں کی مضبوطی کے لیے فوری اقدامات کا بھی فیصلہ کیا کیونکہ ایسے اقدامات ہی علاقائی ترقی کی بنیاد بن سکتے ہیں۔

دو روزہ دورہ کے کامیاب اختتام پر وزیر اعظم شہباز شریف اور صدر الہام علیف نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس کی جس میں وزیر اعظم نے اپنے میزبان کی دعوت اور شاندار مہمانداری پر خصوصی شکریہ ادا کیا انہوں نے کہا مجھے صدر الہام علیوف کی پاکستانی عوام سے محبت اور لگاؤ پر فخر ہے آذربائیجان کے ساتھ دوستی کے حوالے سے تمام اتحادی اور سیاسی جماعتیں متفق ہیں۔ دونوں ممالک کی مشترکہ کوششوں اور منصوبوں سے

عوام کی فلاح اور خوشحالی کے راستے نکلیں گے، ہم کشمیر اور غزہ جنگ بندی پر آذربائیجان کے اصولی موقف کو سراہتے ہیں میرے اس دورے سے دونوں ممالک کے درمیان اجتماعی مفادات کے لیے مختلف شعبہ جات میں تعاون بڑھے گا اور دونوں ممالک کے عوام کو فائدہ پہنچے گا۔ ان کا کہنا تھا کہ پاکستان اور آذربائیجان کے مابین ہونے والے معاہدوں سے توانائی، دفاع، ماحولیات، تعلیم میں نئے راستے کھلیں گے جبکہ صدر الہام علیوف نے کہا کہ شہباز شریف کے دورے سے دونوں ممالک میں اعتماد بڑھے گا اور عوام ایک دوسرے کے نزدیک آئیں گے۔ ہم پاکستان کی

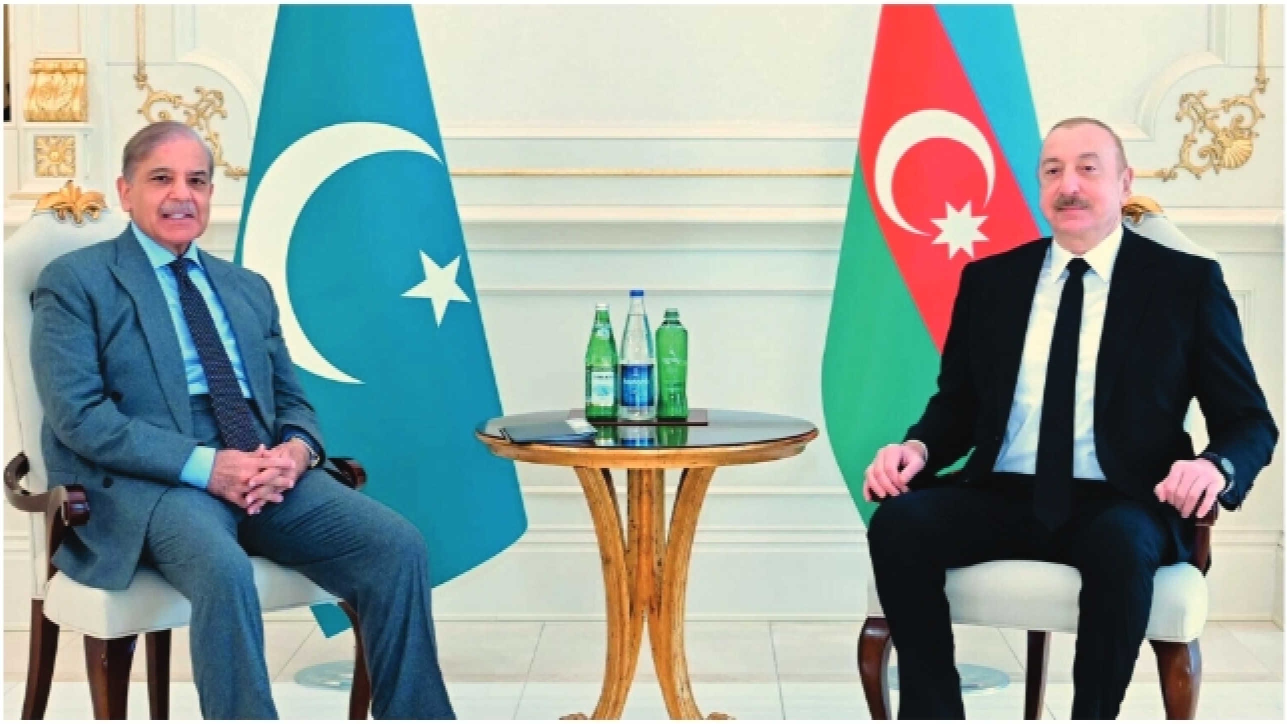

ترقی وخوشحالی کے لیے ہمیشہ فکر مند رہے ہیں اور آئندہ بھی رہیں گے۔ ہم مشترکہ شراکت داری سے آگے بڑھیں گے اور ایک دوسرے کے دست وبازو بنیں گے۔ اس مشترکہ پریس کانفرنس میں آذربائیجان اور تجارتی حلقوں میں اعتماد سازی سے مثبت نتائج حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یقیناً اس اعتماد کی بحالی اور مشترکہ شراکت داری. سے معاہدوں اور یادداشتوں کے مطابق دونوں ممالک ایسی حکمت عملی مرتب کریں گے کہ ان میں شہباز شریف،، سپیڈ، بھی نظر آئے گی کیونکہ مسائل اور وسائل کی بحث میں جب ذمہ داران تاخیری حربے استعمال کرتے ہیں تو اچھے بھلے سودمند منصوبے بھی قومی نقصان کا باعث بن جاتے ہیں توقع ہے کہ وزیراعظم ان معاملات کو فوقیت دیتے ہوئے ان معاہدے کی حکمت عملی اور اقدامات کی خودنگرانی کریں گے جس سے۔ آذربائیجان کے دوارب ڈالر کی سرمایہ کاری پاکستانی معاشی بحران کے خاتمے میں اہم ثابت ہوگی۔ وہ اور ایس۔ آئی۔ ایف۔ سی (SIFC) معاشی استحکام کے لیے ہر مثبت حربہ استعمال کر رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ مہنگائی میں کمی، شرح سود اور روپے کی قدر و قیمت بڑھی ہے ڈالر بہادر بھی حکومتی شکنجے میں آگئے ہیں۔ وزیراعظم اور ان کی اقتصادی ٹیم ہی نہیں بلکہ وزارت خارجہ

سب مل کر ترقی کے راستے ہموار کرنے میں مگن ہیں جس سے مستقبل میں صرف آذربائیجان ہی نہیں خطے اور دنیا کے دوسرے ممالک بھی پاکستان میں سرمایہ کاری کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ یہی نہیں بلکہ سیاسی اور عسکری قیادت آج خوش قسمتی سے ایک ہی کشتی کے سوار ہیں اور انہیں اتحادیوں کی بھی بھرپور حمایت حاصل ہے ماضی کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے پاکستان ایک سے زیادہ حوالوں سے تنہائی کا شکار ہو گیا تھا اسی لیے معاشی اور سیاسی بحران پیدا ہوا لہذا شہباز شریف کی اتحادی حکومت نے خارجی اور سفارتی محاذ پر خصوصی توجہ دی جس سے نہ صرف پاکستان کی تنہائی ختم کی گئی بلکہ معاشی سفارت کاری بھی ممکن ہو گئی۔ لمحہ موجود میں پاکستان دنیا میں اہم کردار ادا کر رہا ہے وزیر اعظم شہباز شریف نے ایک سے زیادہ مرتبہ یہ بات کی کہ ہماری حکومت کو بڑا چیلنج معاشی بحران اور ڈیفالٹ کا تھا اس لیے حکومت نے مشاورت سے سخت فیصلے کیے، پانچ ارب ڈالر کے لیے سیاسی اور عسکری قیادت نے دوست ممالک کو اعتماد میں لیا جس کے مثبت نتائج سے مہنگائی میں کمی ہوئی مخالفین کی مخالفت کے باوجود ترسیلات زر میں اضافہ ہوا اور اپوزیشن مخالفت برائے مخالفت کے سوا کوئی سکینڈل نہیں لا سکی۔

> **آئندہ ماہ اپریل میں دونوں ممالک کے وفود ایک مرتبہ پھر سر جوڑ کر اسلام آباد میں بیٹھیں گے، مقصد معاہدوں کو عملی شکل دینا اور جلد از جلد اقدامات لینا ہوگا۔ اس تجارتی تعلق میں گوادر کی بندرگاہ اہم کردار ادا کرے گی، جس سے دونوں ممالک میں روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے۔**

بات دورہ آذربائیجان اور معاشی استحکام کی تھی اس لیے تفصیلی بات ضروری تھی دو ارب ڈالر سرمایہ کاری کے حوالے سے آئندہ ماہ اپریل میں دونوں ممالک کے وفود ایک مرتبہ پھر سر جوڑ کر اسلام آباد میں بیٹھیں گے، مقصد معاہدوں کو عملی شکل دینا اور جلد از جلد اقدامات لینا ہوگا۔ اس تجارتی تعلق میں گوادر کی بندرگاہ اہم کردار ادا کرے گی، جس سے دونوں ممالک میں روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے۔ خصوصی طور پر بلوچستان میں بسنے والوں کی ترقی اور خوشحالی کے راستے مضبوط ہوں گے۔ یوں بلوچستان کے احساس محرومی کا مستقل علاج بھی ممکن ہو جائے گا۔ اس دورہ میں دونوں رہنماؤں نے اس عزم کا اظہار بھی کیا کہ ہمارے باہمی مفاد کے مشترکہ منصوبے، عوامی سطح پر بہترین نتائج برآمد کریں گے۔ ہم معاشی میدان کو وسعت دے کر ایک دوسرے کے لیے آسانیاں پیدا کریں گے اسی لیے ان معاہدوں کی تکمیل کے لیے ہر ممکن وسائل سے کام لیا جائے گا ان کا کہنا تھا ہم نے گزشتہ سال بھی مختلف شعبہ جات کے حوالے سے پیش رفت کی تھی نئی ملاقات اور منصوبہ بندی اسی کا تسلسل ہے۔ وزیر اعظم نے صدر آذربائیجان کو یقین دہانی کرائی کہ پاکستان برادر آذربائیجان کی سلامتی، خود مختاری کی مکمل حمایت کرتا ہے اور مستقبل میں بھی یہ جاری رکھے گا۔ ہم خطے میں امن کو ہی ترقی اور خوشحالی کی کنجی سمجھتے ہیں۔ اسی لیے کشمیریوں کی دہائیوں پر مشتمل جدوجہد آزادی اور حق خود ارادیت کی بھرپور حمایت کرتے ہیں۔ مشرق وسطی بھی میں پائیدار امن کے لیے دوریاستی حل ناگزیر جانتے ہیں، ہم دورہ آذربائیجان کو اس لیے بھی اہم قرار دیتے ہیں کہ پاکستان شہباز شریف کی قیادت میں ملک کے معاشی بحران کے خاتمے کے لیے نئی منڈیوں کی تلاش میں ہے ان کا ایمان ہے کہ ”ایڈ نہیں

ٹریڈ‘‘ سے معاملات میں بہتری آئے گی، اسی لیے وسطی اور مغربی ایشیائی ریاستوں کے ساتھ تعلقات کو مستحکم کر کے تجارتی مواقع تلاش کرنے کی ایک مثبت مہم جوئی کی جا رہی ہے، یہ بھی حقیقت ہے کہ ان ریاستوں کی دنیا تک رسائی کے لیے پاکستان بہتر خدمات انجام دے سکتا ہے۔ آذربائیجان بھی خطے کا ایک اہم ملک ہے وہ مشرقی یورپ اور مغربی ایشیا کے درمیان ایک بڑی آبادی والا ملک بھی ہے۔ اس کا محل وقوع بھی روس، ایران، ترکی، جارجیا اور آرمینا کی وجہ سے خاص اہمیت رکھتا ہے اس لیے بھی پاکستان کے برادرانہ اور مضبوط تعلقات مستقبل کے لیے انتہائی مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ وزیراعظم شہباز شریف اور ان کا وفد آذربائیجان کا دورہ مکمل کر کے ازبکستان بھی گیا۔ وہاں بھی مختلف شعبہ جات کے حوالے سے معاہدوں اور مفاہمتی یادداشتوں پر دستخط کیے گئے۔ یہ دورہ اس بات کی دلیل ہے کہ حکومت اور قیادت اس کوشش میں کمی ہرگز نہیں کر رہی کہ معاشی بحران کے خاتمے کے لیے غیر ملکی سرمایہ کاری مثبت انداز میں کیسے حاصل کی جائے؟ موجودہ دور اس بات کی دلیل ہے کہ حکومت سفارتی محاذ پر کامیابی سے معاشی ترقی کے لیے کوشاں ہے اس کی کوشش ہے کہ غیر ملکی سرمایہ کاروں کو ہر انداز میں یہ آگاہی دی جائے کہ پاکستان میں ایسے سازگار حالات اور سہولیات موجود ہیں جن کا غیر ملکی فائدہ اٹھاتے ہوئے برآمدات، درآمد نا صرف بڑھا سکتے ہیں بلکہ زراعت، دفاعی شعبے، صحت، تعلیم، اور سائنس میں ایک دوسرے کے لیے کارآمد ثابت ہو سکتے ہیں۔ معاشی بحران کے خاتمے اور غیر ملکی سرمایہ کاری کی مد میں خصوصی سرمایہ کاری کونسل ایس۔ آئی۔ ایف۔ سی (SIFC) کی

وزیراعظم شہباز شریف اور ان کا وفد آذربائیجان کا دورہ مکمل کر کے ازبکستان بھی گیا۔ وہاں بھی مختلف شعبہ جات کے حوالے سے معاہدوں اور مفاہمتی یادداشتوں پر دستخط کیے گئے۔

حکمت عملی اور اقدامات انتہائی اہم ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس کے مثبت اقدامات اور مشاورت سے ہی سرمایہ کاری اور معیشت میں تبدیلی دکھائی دے رہی ہے تو بے جا نہ ہوگا ایک مصدقہ رپورٹ کے مطابق ۲۰۲۴ میں ۴.۲۹ ارب روپے کی غیر ملکی سرمایہ کاری کی منظوری دی گئی، گزشتہ سال آرامکو ایشیا نے، گیس اینڈ آئل پاکستان پٹرولیم، میں ۴۰ فیصد شیئر حاصل کیے، جو یقیناً ایک عالمی کمپنی کا پاکستانی اقتصادی حیثیت پر اعتماد کی نشاندہی کرتا ہے۔ زرعی شعبے میں بھی غیر ملکی کمپنیوں کی دلچسپی بھی نمایاں رہی، اسی طرح سوئیز لینڈ کی کمپنی نے، ٹوٹل پارکو، کے ۵۰ فیصد شیئر سے توانائی کے شعبے میں اپنی دلچسپی ظاہر کی۔ سعودی عرب کی نجی کمپنی نے بھی ''شیل'' کے ۷۷ فیصد شیئر سے پاکستان اور خلیجی ممالک کے تعلقات مستحکم کیے ہیں۔ لہٰذا اگر یہ کہا جائے کہ ایس۔ آئی۔ ایف۔ سی (SIFC) کے تعاون اور اقدامات سے حکومت کا اعتماد بحال ہوا اور ریاست کو ملکی وغیر ملکی سرمایہ کاری ملی تو غلط نہیں ہوگا، اس ادارے نے عزم کر رکھا ہے کہ جامع اور مربوط پالیسیوں سے پاکستان کی عالمی کاروباری درجہ بندی کو ۵۰ پوائنٹ تک بہتر کیا جائے اس سلسلے میں تجارتی سہولیات کو ماڈل بنا کر سرمایہ کاری میں خصوصی توجہ حاصل کی جائے گی اہم بات یہ بھی ہے کہ حکومت کی معاشی سفارت کاری کامیابی سے ہمکنار ہو چکی ہے جب ہی تو امریکی وفد بڑی سرمایہ کاری کا اعلان کر چکا ہے۔ اب معاشی بحران میں غیر ملکی سرمایہ کاری کے لیے ایک ''ورکنگ گروپ'' بھی تشکیل دینے کی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ بلکہ صنعتی سرمایہ کاری میں اضافے کے لیے تحقیق کی جا رہی ہے کہ حائل رکاوٹیں کیا ہیں؟ انہیں کیسے دور کیا جا سکتا ہے؟ حکومتی اقدامات, سیاسی اور عسکری قیادت کی یکسوئی , معاشی سفارت کاری ایس۔ آئی۔ ایف۔ سی (SIFC) کی منصوبہ بندی برائے معاونت سے ملکی وغیر ملکی سرمایہ کاروں کے اعتماد میں خوشگوار تبدیلی محسوس ہو رہی ہے۔ جس کا مطلب یا مقصد یہ ہے کہ حکومتی سوچ اور اقدامات درست سمت پر ہیں۔ اسی لیے سرمایہ کاری کی سست روی میں تیزی آئی ہے یقیناً اس تیزی اور کامیابی کا پہرہ دینا ہوگا تاکہ کوئی بھی پوشیدہ سازش بروقت ناکام بنائی جا سکے اور مشترکہ مشاورتی اقدامات سے حقیقی اہداف حاصل کیے جا سکیں، توقع نہیں یقین ہے کہ دورہ آذربائیجان کے مثبت نتائج سے معاشی ترقی میں مزید بہتری آئے گی اور دیگر ممالک سے بہتر تعلقات، تجارتی تعاون، سرمایہ کاری کا حصول کے سوا کچھ نہیں۔ موجودہ حکومت معاشی سفارت کاری سے اپنا ''ٹارگٹ'' پالے گی، جس کا مطلب پاکستان اور پاکستانیوں کی ترقی اور خوشحالی ہے، مملکت کا مستقبل روشن دکھائی دے رہا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ معاشی بحران کے خاتمے کے بعد پاکستان عالمی سطح پر اپنا منفرد مقام دوبارہ حاصل کرلے گا کیونکہ معاشی استحکام ہی قوموں کی ترقی وخوشحالی کا راز ہے لیکن اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ اس کامیابی کو مستحکم کرنے کے لیے قومی احساس کے ساتھ اپنی صفوں میں موجود کالی بھیڑوں کی بھی سرکوبی کرنی ہوگی تاکہ دشمن کی کوئی سازش کامیاب نہ ہو سکے۔

تعلیمی نظام میں اصلاحات کی ضرورت

ڈاکٹر حمیرا صادق قریشی

مصنفہ کا تعلق درس وتدریس سے ہے مصنفہ نے پی ایچ ڈی اردو لسانیات میں کیا ہوا ہے

تعلیمی نظام کسی ملک یا مقام کی نظریاتی اور فکری حیثیت کا تعین کرتا ہے جس ملک کے شہری تعلیم کے زیور سے آراستہ نہیں کیے جاتے اس ملک کی ترقی، بے شمار وسائل کے باوجود نہ صرف مشکل ہے بلکہ ناممکن ہے۔ کئی ممالک قدرتی وسائل سے مالا مال ہے لیکن پھر بھی ان کی کثیر آبادی، معیاری تعلیم سے محرومی کی وجہ سے، تیسری دنیا میں رہ رہے ہیں۔ جس کی بڑی وجہ ناقص نظام تعلیم ہے۔ جدید دنیا میں، یہ بلاشبہ تعلیم ہی ہے جو کسی قوم کی خوشحالی کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی برادری میں اس ملک کی طاقت اور مقام کا تعین کرتی ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں ایک اچھا، منظم اور جدید تعلیمی نظام ہوتا ہے، جبکہ پاکستان سمیت بیشتر ترقی پذیر اور پسماندہ ممالک اس شعبے میں پیچھے ہیں۔ جاپان کی مثال لے لیں تیسری جماعت تک بچوں کو ایک ہی مضمون سکھایا جاتا ہے اور وہ ”اخلاقیات“ اور ”آداب“ ہیں۔ نیلسن منڈیلا نے کہا تھا:۔

”کسی قوم کو تباہ کرنے کیلئے ایٹم بم یا میزائل کی ضرورت نہیں صرف ان کے تعلیمی نظام کے معیار کو گرانے اور طلبا کو امتحانات میں نقل کرنے کی اجازت دینے سے یہ مقصد پورا ہوسکتا ہے۔"

منڈیلا کا یہ قول یونیورسٹی آف ساؤتھ افریقہ کے داخلی گیٹ پر واضح طور پر لکھا ہوا ہے

آج بھارت اور بنگلہ دیش تعلیمی لحاظ سے ہم سے کہیں کے مطابق ہمارا لٹریسی ریٹ ۵۸.۹ % ہے، جبکہ بھارت میں ۷۷.۷ %، بنگلہ دیش میں ۷۴ % ہے حقیقت یہ ہے کہ جس قوم میں تعلیم، صحت اور تعمیر کے شعبے کمرشل بنیادوں پر چلائے جائیں وہ قوم کبھی ترقی نہیں کرسکتی۔

پاکستان میں تعلیمی نظام مختلف جہتوں اور اقسام پر مبنی ہے۔ یہاں مغربی طرز کے تعلیمی ادارے اور مدارس ہیں۔ مدارس کے طلبہ کو دیگر اسلامی تعلیمات کے ساتھ اسلام، قرآن اور سنت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور مغربی طرز کی تعلیم، سکولوں اور کالجوں میں پڑھائی جاتی ہے۔ تعلیم کی یہ دو اقسام بنیادی طور پر ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ پھر تدریس کے ذرائع کے لحاظ سے مزید تقسیم ہے۔ اردو بمقابلہ انگلش میڈیم، سرکاری اور پرائیویٹ سکول۔ آٹھویں جماعت تک کے پرائیویٹ سکولوں میں مختلف نصاب ہوتے ہیں جبکہ سرکاری سکولوں میں طلبہ کو مختلف قسم کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ مزید برآں، پرائیویٹ سکولوں کو مزید دو مختلف زمروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے جو کہ سماجی درجہ بندی کی وجہ سے ہے، جو اعلیٰ درجے اور نچلے درجے کے سکولوں پر مبنی ہیں۔ تعلیمی نظام میں یہ تقسیم قوم کی تقسیم یعنی طبقاتی اختلافات کو گہرا کرنے کا باعث بنتی ہے۔ اس کے علاوہ، ملک میں تعلیم کا معیار منفی طور پر متاثر ہوتا ہے کیونکہ مدرسہ سے سند یافتہ طلبہ انگریزی نہیں سمجھتے۔ ناقص تعلیم کی فراہمی کی وجہ سے، انگلش میڈیم سکولوں میں طلبہ انگریزی زبان، نصاب کی بنیادی زبان ہونے کے باوجود بھی نہیں سمجھتے۔ ہمارے ملک میں امتحانی نظام بھی مسائل سے پاک نہیں ہے۔ طلبہ اپنے پرچہ جات کو لکھنے کے دوران غیر قانونی اور غیر منصفانہ ذرائع کا سہارا لیتے ہیں۔ مزید برآں، ان امتحانی پرچوں کو چیک کرنے کے لیے، جوابی شیٹ اساتذہ کو بھیجی جاتی ہیں، جو اکثر اوقات یہ پرچے خود چیک نہیں کرتے۔

> **نیلسن منڈیلا نے کہا تھا:۔**
>
> **"کسی قوم کو تباہ کرنے کیلئے ایٹم بم یا میزائل کی ضرورت نہیں صرف ان کے تعلیمی نظام کے معیار کو گرانے اور طلبا کو امتحانات میں نقل کرنے کی اجازت دینے سے یہ مقصد پورا ہوسکتا ہے۔"**

طلبا میں فون کا استعمال اتنا زیادہ ہوگیا ہے کہ وہ پڑھائی کی بجائے کئی کئی گھنٹے فون کے استعمال میں اپنا وقت ضائع کرتے ہیں۔ اقوام متحدہ نے دنیا بھر کے تعلیمی اداروں میں اسمارٹ فونز لے جانے پر پابندی عائد کرنے کا مطالبہ کیا ہے تاکہ بچوں کے سیکھنے کی صلاحیت بہتر ہو سکے اور وہ آن لائن بدزبانی سے بچ سکیں۔ اقوام متحدہ کے تعلیم، سائنس اور ثقافت کے ادارے یونیسکو کی جانب سے جاری ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ایسے شواہد موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ موبائل فونز کا بہت زیادہ استعمال تعلیمی کارکردگی کو متاثر کرتا ہے۔ موبائل فونز پر زیادہ وقت گزارنے سے بچوں کے جذباتی استحکام پر بھی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں عالمی ادارے کے مطابق ڈیجیٹل انقلاب میں متعدد مواقع چھپے ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ اس کے خطرات پر بھی بات کی جارہی ہے۔

رٹا کلچر ہمارے تعلیمی نظام میں سنگین مسئلہ ہے سائنسی اور دیگر دقیق مضامین کے سمجھنے کی پہلو پر بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں، طلبہ تجزیاتی اور تنقیدی مطالعات میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ رٹے کو دی جانے والی اہمیت نمبروں کو دی جانے والی ترجیح کی وجہ سے ہے۔ ہر گلی میں سکول کے نام کے ساتھ ٹاپرز کے بینرز سے سجائے گئے ہوتے ہیں۔ جو طلبہ کے ذہنوں میں یہ تاثر پیدا کرتے ہیں کہ اگر انہوں نے اچھے نمبر

حاصل نہیں کیے تو انہیں کالجوں میں داخلہ نہیں ملے گا۔ نتیجتاً رٹا کلچر پروان چڑھتا ہے۔ اس طرح 'سیکھنے' کے بجائے 'مارکس' کی تعریف کی جاتی ہے اور 'گریڈز' کو ترجیح دی جاتی ہے۔

ہم نے عظیم مشن اور مقدس فریضے کا قبلہ تبدیل کر کے، اسے انڈسٹری اور مال کمانے کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ حکومت نے بار بار کے مطالبے کے بعد اب تعلیم کا بجٹ بمشکل چار فیصد کیا ہے جبکہ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں یہ ۳۰ سے ۴۰ فیصد تک ہے لیکن افسوس کہ اس کا کوئی ادارہ ایسا نہیں جو مسائل اور بحران کا شکار نہ ہو۔ بحیثیتِ مجموعی ہماری قوم اور خصوصاً نوجوان نسل فکری، اخلاقی اور عملی انحطاط و انتشار کا شکار ہے۔ اس کی

سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارا نظام تعلیم ایسا ناقص اور فرسودہ ہے کہ نہ تو قومی و ملکی ضروریات کو پورا کر رہا ہے اور نہ ہی آئینی و نظریاتی تقاضوں سے ہم آہنگ ہے۔ یہ بے سمت بھی ہے اور طبقاتی بھی۔ یہ ہمارے نوجوانوں میں یکجہتی، ہم آہنگی، محبت و اخوت، ایمان و یقین، دیانت داری، حب الوطنی، شرافت و اخلاق اور رواداری جیسے اعلیٰ اوصاف پیدا نہیں کر رہا، اور پیشہ ورانہ اہلیت و کمال کو بھی اس درجے پر نہیں لا رہا جس کی اِس وقت اشد ضرورت ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنے تعلیمی مقاصد اور تعلیمی معاملات کو ایسے ماہرینِ تعلیم کے ذریعے درست کرنے کی کوشش کریں جو پیشہ ورانہ اہلیت و صلاحیت اور تجربے کے ساتھ قومی سوچ، ملّی جذبے، حب الوطنی، اچھی شہرت اور مضبوط اخلاق و کردار کے حامل ہوں

سوال یہ ہے کہ نظام تعلیم اور نظام امتحانات میں کس طرح اصلاحات لائی جائیں؟ ہم نے طویل عرصے تک ایک سالہ نظام امتحانات کو بھی آزما کر دیکھ لیا اور سمسٹر سسٹم کو بھی، لیکن اس کے باوجود ہم تعلیمی مقاصد کے حصول میں ناکام رہے۔ ہم نظام امتحانات کی ساری خرابی کو نظام تعلیم یا درسی

کتابوں تک محدود کر دیتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس خرابی میں سیاسی، سماجی اور معاشی عوامل بھی کارفرما ہیں۔ ہماری اخلاقی اقدار نے زوال کے باعث ہر شعبہ زندگی کو متاثر کیا ہے۔ اس صورت حال میں نظام امتحان کس طرح محفوظ رہ سکتا ہے۔ نظام تعلیم میں اصلاح کیے بغیر نظام امتحانات میں اصلاح ممکن نہیں۔ نظام تعلیم میں مقصدیت کو فروغ دے کر اس کی ضروریات کا مسلسل تنقیدی اور تجرباتی نقطہ نظر سے جائزہ لیا جانا چاہیے۔ نظام تعلیم کو نظام معیشت سے ہم آہنگ کرنا اور درسی کتابوں کی افادیت کا مسلسل جائزہ لے کر اسے حالات سے ہم آہنگ بنانا ضروری ہے۔ قرآنِ حکیم کی تعلیم لازمی قرار دینے پر حکومتِ وقت کو مبارکباد کی مستحق ہے۔

ہمیں اپنے تعلیمی نظام کو موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق بنانے کیلئے مندرجہ ذیل اقدامات ہنگامی بنیادوں پر کرنے کی ضرورت ہے تا کہ ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے:۔

تعلیمی نصابات کو نظریہ پاکستان، قومی اخلاق و روایات اور اسلامی تہذیب وتمدن کا آئینہ دار ہونا چاہیے، تا کہ ایک پاکیزہ اور صاف ستھرا با اخلاق، صحت مند اور ہنر مند معاشرہ وجود میں آسکے۔ نظام امتحانات کے لیے اصلاح کا سب سے اہم فیکٹر اساتذہ اور متعلقہ حکام کا خلوص اور ارادہ ہے۔

تعلیمی اداروں کو تجارتی بنیادوں پر نہ چلایا جائے۔ بہتر ہے کہ حکومت پرائیویٹ اداروں کے ساتھ ملکر تعلیمی اداروں کا انتظام چلائے۔ اساتذہ میرٹ پر بھرتی کئے جائیں اور ان کی تنخواہ بھی مناسب ہو۔ نقل کرنے پر سخت سزا دی جائے۔ فرسودہ نظام تعلیم ختم کر کے بامقصد تعلیم پر زور دیا جائے، جس سے ملک کی معیشت ترقی کر سکے۔ تمام اسکولوں میں انگلش کی تعلیم پہلی جماعت سے دی جائے، پرائمری تعلیم پر بھرپور توجہ دی جائے کیونکہ اس عمر میں بچے کی شخصیت بنتی ہے۔ پرائمری لیول پر بھی بچوں کو اپنی اقدار کی تعلیم دی جائے، تا کہ بڑے ہو کر وہ اچھے شہری بن سکیں اور ملک کی ترقی میں بہتر کردار ادا کر سکیں۔ تعلیم کیلئے جدید ٹیکنالوجی، آن لائن کلاسز اور جدید سافٹ ویر سے مدد لی جائے۔ پروجیکٹ پر مبنی تعلیم کو پروموٹ کیا جائے۔ پیشہ ورانہ، تکنیکی اور فنی تعلیمی نظام کو فروغ دیا جائے تا کہ وہ طالب علم جو سیکنڈری تعلیم کے بعد مالی مشکلات کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل نہیں کر سکتے وہ فوراً روزگار حاصل کر کے ملکی معیشت میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔ اساتذہ اور طالب علموں کو ترقی یافتہ ملکوں میں جدید ٹیکنالوجی اور مہارت سیکھنے کیلئے بھیجا جائے، تا کہ اسے اپنا کر ملک کی ترقی کیلئے کام کیا جا سکے۔ پاکستان میں اساتذہ کی تکریم اور ان کے معاشرتی مقام کو بلند کرنے کے لیے حکومتی سطح پر تمام ضروری اقدامات اٹھائے جائیں۔ قومی تعلیمی پالیسی پر عملدرآمد کے لیے ایک آزاد اور خود مختار تعلیمی کمیشن بنایا جائے، جو نہ صرف خامیوں کی نشاندہی کرے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ عملدرآمد کے لیے تجاویز اور لائحہ عمل تیار کرے اور ان کے نفاذ کو اپنی نگرانی میں یقینی بھی بنائے۔ نیز تعلیم کے اندر سیاسی اور بیرونی مداخلت کو روکنے کے لیے قانون سازی کی جائے۔ تعلیم گاہوں کو ہر قسم کی سیاسی اور بیرونی مداخلت سے پاک رکھا جائے۔ میرٹ اور معیار پر داخلوں اور بھرتیوں کو یقینی بنایا جائے۔

تعلیمی نصابات کو نظریہ پاکستان، قومی اخلاق و روایات اور اسلامی تہذیب وتمدن کا آئینہ دار ہونا چاہیے، تاکہ ایک پاکیزہ اور صاف ستھرا با اخلاق، صحت منداور ہنرمند معاشرہ وجود میں آسکے۔ نظام امتحانات کے لیے اصلاح کا سب سے اہم فیکٹر اساتذہ اور متعلقہ حکام کا خلوص اور ارادہ ہے۔ یہ صورت حال قابل غور ہے کہ جو امتحان لیا جائے اس کی مکمل اور معیاری تدریس بھی لازمی ہو، تدریس کا دورانیہ مکمل ہو، نصاب کی تکمیل مکمل ہو، طلبا میں سیاق وسباق کے ساتھ مطالعے کی عادت کو اپنانے پر زور دیا جائے تاکہ ان میں فہم وفراست پیدا ہوسکے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم ہر شعبہ میں تعلیم کے ذریعہ جدید ٹیکنالوجی کو اپنائیں۔ ماہرین ریسرچ کریں کہ ملک کی ترقی کیلئے کن کن شعبوں میں اصلاحات کی ضرورت ہے۔ ہمارا زرعی ملک ہے۔ یہاں دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام ہے، مگر افسوس ہمیں زراعتی اشیاء ایکسپورٹ کرنے کی بجائے دوسرے ملکوں سے امپورٹ کرنی پڑ رہی ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک اگر ایک ایکٹر میں ۵۰ من گندم پیدا کر رہے ہیں تو ہم اس سے آدھی بھی پیدا نہیں کر پاتے۔ آج آئی ٹی اور انڈسٹریل دور ہے ہمارا پڑوسی بھارت ان شعبوں میں ترقی کرتے ہوئے کہاں سے کہاں پہنچ گیا، لیکن ہم آج کے دور میں بھی سوئی تک چین سے امپورٹ کرتے ہیں۔ ہم جب ایٹم بم بنا سکتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ دوسرے شعبوں میں ترقی نہیں کر سکتے، اس کی اہم وجہ فرسودہ اور ناکارہ تعلیمی نظام ہے۔ کہ تعلیم چونکہ نہ تجارت ہے اور نہ انڈسٹری۔ یہ اصلاحِ معاشرہ کا مقدس ترین ذریعہ ہے۔ اسے حکومت کی سرپرستی اور نگرانی کی ضرورت ہے۔ کہ قومی اداروں کی اصلاح کے ساتھ ساتھ نجی تعلیمی اداروں کو بھی اس نظام اور انہی قوانین کا پابند بنایا جائے جن کا اطلاق سرکاری اداروں پر ہورہا ہے، تاکہ یکساں نظام قائم ہوسکے اور ایک ہی قومی سوچ پروان چڑھ سکے۔

ہماری مطبوعات

نمبر شمار	مطبوعات	زبان	قیمت پاکستانی روپے	قیمت امریکی ڈالر
1	قائداعظم محمد علی جناح خطبات و ارشادات بطور گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (مجلد)	انگریزی	150/-	$-05
2	قائداعظم محمد علی جناح خطبات و ارشادات بطور گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (پیپر بیک)	انگریزی	150/-	$-05
3	قائداعظم محمد علی جناح خطبات و ارشادات بطور گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (پیپر بیک)	اُردو	350/-	$-17
4	قائداعظم محمد علی جناح (تصویری البم) 1876ء تا 1948ء (مجلد)	انگریزی	350/-	$-17
5	قائداعظم محمد علی جناح (تصویری البم) 1876ء تا 1948ء (پیپر بیک)	انگریزی	350/-	$-17
6	قائداعظم کے سنہری اقوال	انگریزی	100/-	$-04
7	اقوالِ قائد (پیپر بیک)	انگریزی	50/-	$-03
8	قائداعظم کے بانی محمد علی جناح	انگریزی	400/-	$-15
9	جناح اور ان کا دور (از عزیز بیگ)	انگریزی	250/-	$-10
10	مادرِ ملت سرگرمیات	اُردو	250/-	$-10
11	مادرِ ملت تصویری البم	اُردو	250/-	$-10
12	پاکستان ونڈری کرافٹس	انگریزی	200/-	$-04
13	پاکستان کرونولوجی 1947ء تا 2006ء (چھ جلدیں)	انگریزی	450/-	$-17
14	پاکستان کرونولوجی 1947ء تا 2006ء (پیپر بیک) (چھ جلدیں)	انگریزی	400/-	$-15
15	پاکستان دستکاریاں	انگریزی	250/-	
16	پاکستان بنیادی حقائق	انگریزی	50/-	$-02
17	آئینۂ پاکستان ایک طائرانہ نظر	انگریزی	2000/-	$-120
18	پاکستان ۔ فرام ہائی ٹو (محمد امین ۔ ڈنکن ولیٹس ۔ گراہم ہینکاک)	انگریزی	1000/-	$-20
19	پاکستان آرٹسٹ مصوروں کی نظر میں (بین الاقوامی ایڈیشن)	انگریزی، عربی، فرانسیسی، چینی	500/-	$-20
20	اسلامی ہیریٹیج ایوارڈ	انگریزی	2500/-	$-125
21	چولستان کے کتبے	انگریزی	60/-	
22	[illegible]	انگریزی	200/-	$-12
23	ٹرک آرٹ	انگریزی	200/-	$-08
24	گندھارا آرٹ ان پاکستان (از ڈاکٹر احمد حسن دانی)	انگریزی	100/-	$-04
25	مسلم آرٹ اینڈ ہیریٹیج آف پاکستان (از ڈاکٹر احمد حسن دانی)	انگریزی	100/-	$-04
26	اسلامی معاشرتی اقدار	اُردو	15/-	$-01
27	دستِ دعا (قومی شاعری سے انتخاب)	اُردو	100/-	$-04
28	رحمت کا فرشتہ (عبدالستار ایدھی)	انگریزی	615/-	$-50
29	ماہِ نو غالب (کلیکشن ایڈیشن)	اُردو	500/-	$-60
30	ماہِ نو اقبال (کلیکشن ایڈیشن)	اُردو	350/-	$-17
31	ماہِ نو قائداعظم (کلیکشن ایڈیشن)	اُردو	500/-	$-60
32	ماہِ نو منٹو (کلیکشن ایڈیشن)	اُردو	500/-	$-60
33	ماہِ نو احمد فراز (کلیکشن ایڈیشن)	اُردو	500/-	$-60
34	ماہِ نو احمد ندیم قاسمی (کلیکشن ایڈیشن)	اُردو	400/-	$-60
35	ماہِ نو جالب نمبر (کلیکشن ایڈیشن)	اُردو	500/-	$-60
36	ماہِ نو فیض (کلیکشن ایڈیشن)	اُردو	400/-	$-60
37	ماہِ نو انتخابِ دوام (کلیکشن ایڈیشن)	اُردو	400/-	$-60
38	ماہِ نو انتخاب 2018 (کلیکشن ایڈیشن)	اُردو	400/-	$-60
39	ماہِ نو سرسید احمد خان (کلیکشن ایڈیشن)	اُردو	400/-	$-15
40	ماہِ نو منیر نیازی (کلیکشن ایڈیشن)	اُردو	400/-	$-60
41	ماہِ نو (ماہنامہ) (گزشتہ شمارے)	اُردو	100/- فی شمارہ	
42	ماہِ نو (ماہنامہ) (آن لائن)	اُردو		
43	پاک جمہوریت (خاص نمبر) (کلیکشن ایڈیشن)	اُردو	10/-	
44	پاک جمہوریت (ماہنامہ) (گزشتہ شمارے)	اُردو	100/- فی شمارہ	
45	پاک جمہوریت (ماہنامہ) (آن لائن)	اُردو		
46	پاکستان کیلنڈر	انگریزی	200/-	$-120

رابطہ برائے خریداری

منیجر: ڈائریکٹوریٹ جنرل آف الیکٹرانک میڈیا اینڈ پبلی کیشنز، بی۔ ایف بلڈنگ زیرو پوائنٹ، اسلام آباد، پاکستان۔ فون: 051-9252182 فیکس: 051-9252176

ڈائریکٹوریٹ آف الیکٹرانک میڈیا اینڈ پبلی کیشنز، اسلام آباد

ریجنل آفس: 291اے، ایم اے جوہر ٹاؤن لاہور۔